جمعۃ الوداع کی حقیقت۔ اصل جمعہ خدا کی طرف بلانے والے کی آواز پر لبیک کہنا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ / جون ۱۹۸۶ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی تلاوت کی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنۡ يَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ فَاسۡعَوۡا اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الۡبَيۡعَ‌ؕ ذٰ لِكُمۡ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۞ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِيۡرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۞ (الجمعۃ: ۱۰-۱۱)

اور پھر فرمایا:

سال میں باون ہفتے ہوتے ہیں اور ہر ہفتے میں ایک جمعہ کا دن بھی آتا ہے اور ہر جمعہ کی اذان کے وقت قرآن کریم مومنوں کو یہ نصیحت فرماتا ہے اِذَا نُوۡدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنۡ يَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ فَاسۡعَوۡا اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الۡبَيۡعَ‌ؕ ذٰ لِكُمۡ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ کہ جب بھی جمعہ کے دن تمہیں نماز کے لئے بلایا جائے فَاسۡعَوۡا اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ تو اللہ کے ذکر، اللہ کی یاد کی طرف دوڑتے ہوئے چلے آیا کرو۔ وَذَرُوا الۡبَيۡعَ اور تجارتوں کو چھوڑ دیا کرو۔ ذٰ لِكُمۡ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ کاش کہ تم اس بات کو جانتے۔ فَاِذَا قُضِيَتِ

الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ ہاں جب نماز سے فارغ ہو جاؤ پھر دنیا میں بے شک پھیل جایا کرو۔ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ اور اللہ کے فضل کو چاہو۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اور اللہ کو بہت کثرت سے یاد کیا کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔

یہ آواز باون مرتبہ ہر جمعہ کے دن اٹھتی ہے خواہ کوئی کان اس آواز کو سنے یا نہ سنے۔ مگر وہ آواز جس کو قرآن کریم نے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا کائنات کا ریکارڈنگ سسٹم اسے ہر دفعہ بجاتا ہے اور جن کے کان سننے کے ہیں وہ اس آواز کو سنتے ہی ہیں اور اس کے باوجود اسے ان سنی کرنے والے بھی بہت سے ہیں۔ لیکن ایک جمعہ کا دن ایسا بھی آتا ہے جب کہ تمام سننے والے اس آواز کو سنتے بھی ہیں اور لبیک بھی کہتے ہیں اور وہ جمعہ کا دن آج کے جمعہ کا دن ہے جسے جمعۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ ساری امت مسلمہ میں یہ دن بڑے خلوص اور بڑی عقیدت کے ساتھ منایا جاتا ہے اور اس جمعہ کے دن کے ساتھ بہت سی توقعات وابستہ کی جاتی ہیں، کچھ فرضی ہیں کچھ حقیقی ہیں لیکن بہر حال بہت سی نیک امیدیں اور بلند توقعات اس جمعہ کے دن کے ساتھ وابستہ کی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ بعض سمجھنے والے یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اکیاون دفعہ خدا کی آواز کو رد کرنے کے بعد اگر ایک دفعہ اس آواز پر لبیک کہہ کر ہم اس جمعہ کے دن حاضر ہو جائیں گے تو ہماری اکیاون نافرمانیاں بخشی جائیں گی اور اس ایک فرمانبرداری کو ان اکیاون نافرمانیوں پر بھاری قرار دیا جائے گا۔ یہ بھی ایک توقع ہے۔ کس حد تک اس توقع میں حقیقت ہے یہ تو عالم الغیب والشھادۃ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ وہی بہتر جانتا ہے جس نے جزاء سزا کے دن ہمارے اعمال کا فیصلہ کرنا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جب ایک پکارنے والا، جس کی اطاعت کا انسان عہد کر چکا ہو، جس کی اطاعت سے باہر کوئی چارہ نہ ہو، کسی کو اپنی اطاعت کی طرف بلاتا ہے تو بندے کا یہی کام ہے، غلام کا یہی فرض ہے کہ وہ اس آواز پر لبیک کہے اور اگر کچھ مجبوریاں حائل ہو جائیں، بے اختیاری اور بے بسی کی صورت پیدا ہو جائے تو پھر ان کوتاہیوں پر انسان نادم ہو اور استغفار کرے اور شرمندگی کا اظہار کرے تو ایک معقول توقع کی وجہ بن جاتی ہے۔ انسان یہ سوچ سکتا ہے کہ چونکہ بعض بے اختیاریاں اور بعض کمزوریاں میری اطاعت کی راہ میں حائل ہو گئی تھیں اور پھر اطاعت نہ کرنے پر شرمندگی بھی مجھے بہت ہوئی اور اظہار ندامت بھی میں نے کیا اس لئے بعید نہیں کہ وہ عالی سرکار ہمارا ربِ رحمان و رحیم مجھے بخش دے اور میری کمزوریوں سے درگزر

فرمائے۔اس توقع میں ایک معقولیت پائی جاتی ہے اور ہرگز بعید نہیں کہ ایسے نادم دلوں کی توبہ قبول ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت کے ساتھ ان سے بخشش کا سلوک فرمائے۔لیکن جہاں تک اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا تعلق ہے اس کی چونکہ حد کوئی نہیں اس لئے اس پر یہ پابندی بھی نہیں لگائی جاسکتی کہ سال میں ایک دفعہ بلکہ ساری عمر میں ایک دفعہ لبیک کہنے والے کو بھی وہ بخش نہیں سکتا۔اتنا بے پایاں اور بے کنار سمندر ہے اس کی رحمت کا کہ اس کا کوئی تصور ممکن نہیں ہے۔اس لئے اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ عقل یہ تسلیم نہیں کرسکتی کہ اکیاون مرتبہ کوئی شخص نافرمانی کرے اور ایک دفعہ خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہہ دے تو اسے بخشا جاسکتا ہے۔اس لئے انسان یہ فتویٰ بھی نہیں لگا سکتا۔ بالعموم یہ نتیجہ تو ضرور نکالا جاسکتا ہے کہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے وفادار بندوں سے بھی وہی سلوک کرے جو بے وفاؤں سے کرے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ جو کان اطاعت کے عادی ہوں اور **سمعًا و طاعةً** کی آواز بلند کرنے والے ہوں ان کے ساتھ وہی سلوک فرمائے جو بغاوت کے عادیوں سے فرمائے۔ یہ ایک بالکل الگ مسئلہ ہے لیکن ساتھ یہ کہہ دینا کہ ایک دفعہ آنے والا بخشا نہیں جاسکتا یہ بھی غلط ہے اور یہ بھی خدا تعالیٰ کی رحمت پر قدغن لگانے کے مترادف ہے۔میرا تو ایمان ہے کہ سال میں ایک دفعہ چھوڑ کر اگر ساری زندگی میں ایک دفعہ ندامت کے دل کے ساتھ خدا کی آواز پر کوئی لبیک کہے اور پھر وفاداری اختیار کرے،اس ایک لبیک کے ساتھ بقیہ زندگی کی وفا کے وعدے شامل ہوں تو نہ صرف یہ کہ بعید نہیں بلکہ بھاری توقع اپنے رب کی رحمت پر یہی ہے کہ وہ اسے بخش دے گا،اس سے رحمت اور مغفرت کا سلوک فرمائے گا۔

لیکن یہ دو انتہائیں ہیں۔ان کے درمیان جب عموماً ہم نظر ڈالتے ہیں تو قرآنی تعلیم سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے لئے بہتر یہی ہے۔اس کے لئے مقام محفوظ یہی ہے کہ ہر سانس اطاعت میں بسر کرے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ کوئی رات تم پر ایسی نہ گزرے جو تمہاری اطاعت پر گواہی نہ دینے والی ہو،کوئی دن غروب نہ ہو جو یہ گواہی دیتے ہوئے غروب نہ ہو کہ اس نے قرآن کریم کے احکام کی پابندی میں وقت بسر کیا۔

ایک یہ بھی قرآن کریم پر نظر ڈالنے سے نتیجہ نکلتا ہے اور ایک یہ منظر بھی سامنے آتا ہے کہ خدا کے عارف بندے جو تقویٰ اور عبادت میں غیر معمولی مقام رکھنے والے ہیں۔ جو انعام کے آخری

منازل تک پہنچنے کی سعادت پاگئے اور وہ انعام جو سب سے بالا انعام ہے خدا تعالیٰ نے ان کو نصیب فرمایا۔ وہ تو ڈرتے ڈرتے راتیں بسر کرتے رہے اور ڈرتے ڈرتے دن بسر کرتے رہے۔ ایک ایک لمحہ سے خائف رہے کہ کوئی ایک لمحہ بھی خدا کی اطاعت سے باہر نہ گزرے۔ تو پھر یہ تصویر بھی ایک بہت ہی دلکش تصویر سامنے ابھرتی ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح زندگی بسر ہونی چاہئے۔

پس جہاں کمزوروں اور گنہگاروں کا ایک منظر ہے اس میں بھی مایوسی کا کوئی سوال اس لحاظ سے نہیں کہ خدا کی رحمت سے بخشش بعید نہیں ہے۔ لیکن جہاں تک تقویٰ کے اعلیٰ تقاضوں کا تعلق ہے، فرمانبرداری کے حقوق کا تعلق ہے، بندگی کے حقوق کا تعلق ہے، آقا اور غلام کے تعلقات کے آداب کا تعلق ہے، بہتر اور صحیح صورت حال وہی ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی کہ مومن کی راتیں بھی ڈرتے ڈرتے بسر ہونی چاہئیں اور اس کے دن بھی ڈرتے ڈرتے بسر ہونے چاہئیں اور کوشش یہی ہونی چاہئے کہ اطاعت سے باہر کوئی سانس نہ آئے اور اطاعت سے باہر کوئی قدم نہ جائے۔

ان دو تصویروں کے درمیان بے انتہا خدا کی مخلوق ہے۔ کوئی ایک کنارے پر کھڑی ہے کوئی دوسرے کنارے پر اور ہر ایک کے معاملات الگ الگ ہیں۔ انسان نہ اس انسان کے دل کی تہہ تک اتر سکتا ہے نہ اس لائق ہے کہ وہ کسی پر فتویٰ لگا سکے، نہ اسے یہ توفیق ہے کہ خود اپنے ہی دل کا راز معلوم کر سکے اور بسا اوقات غفلت کی حالت میں بسر کرنے والا اپنے آپ کو نیک سمجھتے ہوئے بسر کر رہا ہوتا ہے حالانکہ اندرون خانہ اس کے اندر اس کی نیتوں کی کجیاں اور نیتوں کے فتور اس کے اعمال کو کھا رہے ہوتے ہیں۔ تو ایک یہ پہلو بھی ہے جس کی وجہ سے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے اور انسان کو یہ پہلو انکساری سکھاتا ہے۔ خدا ہی کے حضور جھکنا نہیں سکھاتا بلکہ بندوں کے مقابل پر بھی انکساری سکھاتا ہے۔

پس آج کے دن سب قسم کے لوگ وہ جو تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنے والے ہیں وہ بھی خدا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اکٹھے ہو گئے ہیں اور وہ جن کو خدا کی رحمت پر امیدیں ہیں خواہ ان کے اعمال ان امیدوں کو جھٹلا بھی رہے ہوں تب بھی وہ اپنے رب کی رحمت سے بلند امیدیں لے کر آج کے دن حاضر ہوئے ہیں، وہ بھی آج مسجدوں میں اکٹھے ہو گئے ہیں اور ان دونوں کے درمیان جو خدا کی بے شمار مخلوقات ہیں، بے شمار ان کے مدارج ہیں، بے شمار مراتب ہیں وہ سارے

کے سارے اس کثرت کے ساتھ آج خدا کے گھروں میں اکٹھے ہوئے ہیں کہ سارا سال کبھی خدا کے گھر اس طرح آباد نہیں ہوئے تھے۔

یہ خاص دن ہے اور اس کی خصوصیت سے انکار ممکن نہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی رحمت ایک عجیب شان دکھاتی ہے۔ اس کے عجیب جلوے ہیں اور بعض شان کے جلوے یہ بھی ہیں کہ گنہگار بندوں کے اجتماع پر بھی اس کو رحم آجاتا ہے جو اس کے نام پر اکٹھے ہوں ان کے اجتماع کو دیکھ کر وہ رحمت خاص طور پر جوش دکھاتی ہے اور غیر معمولی جلوہ کے ساتھ اپنے بندوں کے اوپر مغفرت اور عفو کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔

ایسا ہی ایک نظارہ قرآن کریم نے ہمارے لئے محفوظ کیا تا کہ یہ منظر بھی ہماری نظر سے پوشیدہ نہ رہے۔ حضرت یونسؑ کی قوم کی تصویر قرآن کریم کھینچتا ہے کہ کس طرح اس قوم کو باوجود اس کے کہ دن رات گناہوں میں اس درجہ ملوث تھی کہ خدا کی تقدیر نے اس ساری قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کا فیصلہ کر لیا تھا اور ایسا قطعی فیصلہ کیا کہ وقت کے نبی کو اس دن سے مطلع فرمادیا، اس صبح سے آگاہ کر دیا جس صبح اس قوم کی صف لپیٹی جانی تھی اور ہدایت فرمائی کہ تم اس جگہ کو چھوڑ کر یہاں سے ہجرت کر کے چلے جاؤ۔ اس کے باوجود وہ گناہوں سے آلودہ بستی تھی جس میں اس کثرت سے گناہ گار تھے کہ ان کے اندر شاید ایک بھی ایسا معصوم باقی نہیں تھا جس کے صدقے ان کو بخشا جا سکتا ہو۔ جو بچانے کے لائق قرآن کریم بیان فرماتا ہے وہ ایک ہی شخص خدا کا بندہ یونسؑ تھا جو بستی کو چھوڑ کر الگ ہو گیا۔ اس سے زیادہ گنہگار بستی کا اور تصور ممکن نہیں ہے مگر جب وہ گنہگار لوگ بھی اپنی بیویوں، اپنے بچوں کو لے کر، بڑے اور چھوٹے اور مرد اور عورتیں اور بوڑھے اور جوان اور ان کے جانور بھی سارے خدا کی خاطر خدا سے بخشش مانگنے کے لئے ایک میدان میں اکٹھے ہوئے اور گریہ وزاری کا ایک طوفان برپا ہو گیا اور خدا کے حضور وہ ہر طرح سے روئے اور چلائے اور آہ و بکا کی اس کے حضور گرے اور تڑپے اور بے قرار ہوئے اور اپنے گناہوں پر ندامت کا اظہار کیا۔ تو ایک عجیب خدا کی رحمت کی شان ظاہر ہوئی کہ باوجود اس کے کہ وقت کے نبی کو مطلع فرما دیا گیا تھا کہ اس قوم کی ہلاکت کا دن آپہنچا ہے اور وہ منحوس صبح طلوع ہونے والی ہے جس صبح کو اس قوم کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ اس کے باوجود خدا کی رحمت نے اس وعید کو ٹال دیا اور اس قوم کو نجات بخشی۔

تو بندوں کا ایک کثیر اجتماع جس میں ہر قسم کے لوگ شامل ہو جاتے ہیں اگر چہ گنہگاروں کی کثرت بھی ہو تب بھی بسا اوقات ایک ایسا دردناک منظر پیش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس منظر کو قبول فرماتی ہے اور پیار کے ساتھ اس اجتماع پر جھکتی ہے اور ان کے گناہوں سے درگزر فرماتی ہے اور ان کی سابقہ لغزشوں کو نظر انداز فرماتے ہوئے ان سے بخشش کا سلوک فرماتی ہے۔ اس لئے خدا کی رحمت کی حد بندی کسی طرح ممکن نہیں۔

آج کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو ہمیشہ وفا کے ساتھ جمعوں پر بھی حاضر ہوتے ہیں اور پانچ نمازوں میں بھی کوشش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اگر ان کے دل میں کبر کا یہ کیڑا پیدا ہو کہ یہ نئی نئی شکلیں دکھانے والے لوگ یہ جو پہلے کبھی نظر نہیں آتے تھے ان کا کیا حق ہے اس جمعہ پر اصل حق تو ہمارا ہے۔ تو ان کو میں متنبہ کرتا ہوں کہ بعض دفعہ ریاء کا یا تکبر کا، عجب کا ایک لمحہ بھی ساری زندگی کی نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے۔ اس لئے استغفار سے کام لیں اور تکبر کی نگاہ سے ان کو نہ دیکھیں اور تذلیل کی نگاہ سے ان نئے آنے والے مہمانوں کو نہ دیکھیں، پیار کی نظر ڈالیں ان پر، محبت کی نظر ڈالیں۔ آخر اللہ کی محبت کے نام پر خدا کی عظمت کے نام پر، یہ اکٹھے ہوئے ہیں۔ یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں وفا نصیب کرے۔ یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس جمعہ کی برکت سے آئندہ جمعے نصیب فرمائے اور آئندہ نمازیں نصیب فرمائے اور اگر یہ نافرمانوں میں تھے تو اب اس کے بعد یہ فرمانبرداروں کی فہرست میں شمار کئے جائیں اور خوش ہوں کہ خدا کی مسجدیں آج خدا کی عبادت کرنے والوں سے بھر گئی ہیں۔ یہ چند لمحے بھی عزیز ہونے چاہئیں ان کو۔ اگر ان کو اللہ سے سچا پیار ہے اگر عبادت کی کوئی عظمت اپنے دل میں رکھتے ہیں تو وقتی طور پر بھی عبادت کے نام پر ایک خاص ہجوم بندوں کا نظر آ رہا ہو تو ان کے دل خوشی سے بھر جانے چاہئیں۔ یہ چند لمحے کی سعادتیں بھی ان کے دلوں کو مسرت سے لبریز کر دینی چاہئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر سچا پیار ہو خالق سے تو ناممکن ہے کہ مخلوق سے سچا پیار نہ ہو اور خدا کی طرف خدا کے بندوں کو واپس آتا دیکھا جائے تو یہ ایک ایسا پیارا نظارہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں خدا سے محبت کرنے والا اور مخلوق سے محبت کرنے والا کبر کا شکار نہیں ہو سکتا، عجب کا شکار نہیں ہو سکتا۔ اس کی آنکھیں اپنے اندر اپنی نیکیوں کی طرف نہیں جھکیں گی بلکہ ان آنے والے مہمانوں کی خواہ وقتی نیکی ہی سہی ان کی وقتی نیکی کو ہی پیار سے دیکھیں گی اور ان کی قدر

کریں گی اور دل میں خوشی محسوس کریں گی اور واقعۃً کچھ لوگ ایسا ہی محسوس کرتے ہیں۔ واقعۃً ان مسجدوں کی رونق کو دیکھ کر کچھ ایسے بندے بھی ہیں جن کا دل خوشیوں سے بھر جاتا ہے۔ وہ چند لمحوں کے لئے ایسی روحانی مسرت محسوس کرتے ہیں کہ ان کی ہر نظر جو نئے آنے والوں پر پڑتی ہے دعا بن کے پڑتی ہے۔ پیار اور محبت سے دیکھتے ہیں۔ خوش ہو رہے ہوتے ہیں کہ اجنبی لوگ دکھائی دے رہے ہیں۔ مگر دیکھو کس طرح سج دھج کر پہنچے ہیں، بعضوں نے ٹوپیاں مانگی ہوئی ہیں، کسی نے رومال باندھے ہوئے ہیں، کسی نے اور طرح سے خدا کی عزت اور احترام کا اظہار کرنے کا طریقہ ڈھونڈا ہے اور دلوں کی جو سعادت ہے وہ ان کے چہروں سے نظر آتی ہے محسوس کرتے ہیں کہ یہ دن واقعی عظمت کے لائق دن ہے۔ آنا چاہئے تھا اگرچہ ہم پہلے نہیں آسکے مگر اس ایک دن ہی حاضر ہو جائیں شائد خدا تعالیٰ کی رحمت ہمیں قبول فرمالے۔ یہ جذبے ان کے چہروں پر لکھے جاتے ہیں۔ چونکہ اس وقت ان کا عمل اس نیکی میں مدد بن رہا ہے آپ کی دعاؤں کا، اس لئے آج اگر آپ ان کے لئے دعائیں کریں تو زیادہ مقبول ہوں گی۔ اس لئے اس جمعہ کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہو جاتی ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو خدا کی عبادت سے غافل ہوں اور خود ان کے دل میں کوئی تحریک پیدا نہ ہو اور وہ خود عبادت کی اہمیت کو اپنے عمل میں نہ ڈھالیں اور محض فرضی طور پر اس اہمیت کا تصور باندھیں۔ ایسے لوگوں کے لئے اگر آپ دعا کریں گے تو چونکہ ان کا عمل آپ کی دعا کے مخالف جا رہا ہوگا اس لئے دعا کو وہ تائیدی ہوا حاصل نہیں ہوتی جو عمل سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسا نکتہ ہے جو قرآن کریم نے ہمیں سکھایا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ کلمہ طیبہ کو آسمان کی طرف بلند ہونے کے لئے نیک عمل کی طاقت کی ضرورت ہے۔ بعض دفعہ یہ نیک عمل، اپنا ہوتا ہے کلمہ طیبہ بلند کرنے والے کا اور بعض دفعہ جس کے لئے دعا کی جاتی ہے اس کا نیک عمل ضروری ہوتا ہے اس کلمہ طیبہ کو بلند کرنے کے لئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عارفانہ نکتہ کو سمجھا اور سمجھایا اور آپ کے عظیم احسانات میں سے ایک یہ بھی احسان ہے۔ چنانچہ بعض دفعہ دعا کی تحریک کرنے والوں سے آپ نے فرمایا کہ میرے اکیلے کی دعا تمہارے لئے قبول نہیں ہوگی جب تک تم خود دعا نہ کرو میرے ساتھ۔ تمہاری دعاؤں کے نتیجہ میں میری دعاؤں میں رفعت پیدا ہوگی کیونکہ ثابت ہوگا کہ تمہارے نزدیک دعا کی اہمیت ہے۔

یہ مفہوم تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی ان آیات سے سمجھا کہ دعاؤں کو بلندی عطا کرنے کے لئے یہاں تک کہ وہ آسمان کے کنگروں کو چھونے لگیں ضروری ہے کہ عمل ان کا مؤید ہو، ان کا مددگار ہو۔ بسا اوقات دعا کرنے والے کا عمل انسان کی دعاؤں کا مددگار بنتا ہے۔ اسی لئے جب کہا جاتا ہے مستجاب الدعوات ہے، وہ نیک ہے اس سے دعا کی درخواست کرو۔ تو یہی مفہوم ہے ورنہ دعا تو ہر ایک انسان کرتا ہے اور بعض دفعہ بدوں کی دعا بھی سنی جاتی ہے اس سے کوئی انکار نہیں۔ لیکن جس کا عمل مستقل دعا کی مدد کر رہا ہے وہ اس کو طاقت بہم پہنچا رہا ہے اس کی دعا واقعۃً عرش تک پہنچ رہی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ جس کے لئے دعا کی جاتی ہے اس کا عمل بھی ضروری ہوتا ہے۔ اگر وہ بے پرواہ ہے ان نیکیوں سے جن نیکیوں کے لئے اس کی خاطر دعا کی جاتی ہے تو اس کے حق میں قبول نہیں کی جاتی۔

اس مسئلہ کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں بعض لوگوں نے بعض حدیثوں کے مفہوم کو سمجھا نہیں اور غلط اعتراضات پیدا ہوئے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے دو اشخاص کی ہدایت کی دعا خاص طور پر اپنے رب سے کی تھی ایک وہ جو ابوجہل کے نام سے مشہور ہوا اور ایک ان میں سے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ (ترمذی کتاب المناقب حدیث نمبر: ۳۶۱۴) عمرؓ کے حق میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعا مقبول ہوئی اور بعض نادان یہ سمجھتے ہیں کہ ابوجہل کے حق میں مقبول نہیں ہوئی اور گویا آنحضرت ﷺ کی ایک دعا نامقبول ہوگئی۔ آپؐ کی دعا نامقبول نہیں ہوئی، یہ کلمہ گستاخی کا ہے۔ ابوجہل کا عمل نامقبول تھا اور اس عمل کی نامقبولیت تھی جو اس صورت میں ظاہر ہوئی کہ وہ جاہل کا جاہل مرگیا بلکہ اجہل ہو کے مرا۔ اس لئے جس کے حق میں دعا کی جاتی ہے اس کے عمل کی صداقت اس کی سچائی ان دعاؤں کی مدد کر رہی ہوتی ہے جو دعا کرنے والا ہوتا ہے، اس کی دعاؤں کی مدد کر رہی ہوتی ہے۔

پس آج اس نکتہ کو سمجھ کر اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے ان بھائیوں کے لئے دعائیں کریں جن کا آج کا عمل آپ کی دعاؤں کی تائید کر رہا ہے۔ آج انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ عبادت کی کچھ نہ کچھ عظمت وہ ضرور اپنے دل میں رکھتے ہیں، کچھ نہ کچھ اطاعت کا جذبہ ضرور ان کے دل میں زندہ موجود ہے۔ اگر وہ زندگی کی رمق نہ ہوتی تو آج کے دن بھی وہ خدا کے حضور حاضر نہ ہوتے۔

پس سارا سال جو میں عبادت کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتا رہا ہوں اور کہتا رہا ہوں کہ آپ اپنے اِن بھائیوں کے لئے کوشش کریں آج ایک بہت ہی سنہری موقع ہاتھ آیا ہے۔ آج ان کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں بلکہ محبت اور پیار کی نظر سے دیکھیں ، ان کے لئے درد محسوس کریں اور اپنی دعاؤں میں خاص طور پر ان نئے آنے والوں کو یاد رکھیں آج کے دن اور دعا کریں کہ اے خدا آج کا عمل کس طرح تُو جھٹلائے گا۔ آج تو یہ چل کر تیرے حضور حاضر ہو گئے ہیں، آج تو ہم یہ دعا منوا کر اٹھیں گے کہ ان کو ہمیشہ کا عبادت گزار بنادے، ہمیشہ کے لئے اپنا تابع اور فرمانبردار بنادے، اپنے بندوں میں داخل کر لے، ان کو وفاداروں میں شمار کر اور ان کے دل میں ایک ایسی لگن لگا دے کہ بے اختیار ہو کر یہ تیرے حضور حاضر ہوا کریں۔ تیری محبت سے بندھے ہوئے بے بس ہو کر تیری مسجدوں کی طرف دوڑتے ہوئے آیا کریں اور نہ صرف یہ کہ یہ جمعہ کی ہر آواز پر لبیک کہیں بلکہ پانچ وقت کی اذانوں کی ہر آواز پر لبیک کہنے کی سعادت حاصل کریں۔

اس لئے اس جمعہ کی خاص اہمیت کے پیش نظر ایک تو اس دعا کی میں تحریک کرتا ہوں کہ کثرت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے لئے بھی اور غیر احمدی مسلمانوں کے لئے بھی عبادت گزار بندے بننے کے لئے دعا کریں۔

دوسری دعا خصوصیت کے ساتھ آج کے دن کی مناسبت سے یہ کرنی چاہئے جس کی میں تحریک کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں کہ ایک عظیم الشان جمعہ وہ جمعہ ہے جس میں آنحضرت ﷺ کے ایک غلام نے دوبارہ بنی نوع انسان کو خدا کی عبادت کی طرف بلانا ہے اور یہ جمعہ ایک ہفتے کے ایک دن کا نام نہیں بلکہ یہ دور ہے جو احمدیت کا دور کہلاتا ہے، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے۔ یہی سورۂ جمعہ ہے جس میں آپ کے آنے کی پیش گوئی واضح الفاظ میں فرمائی گئی۔

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

(الجمعۃ: ۴-۵)

کہ وہی خدا ہے جو آخرین میں پھر محمد مصطفیٰ ﷺ کو ایک کامل غلام کی شکل میں (یہ میں اس کی تفسیر کر رہا ہوں) جلوہ افروز فرمائے گا اور یہ خدا کا خاص فضل ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

مَنۡ یَّشَآءُ جس کو چاہے وہ اس عظیم فضل سے نوازتا ہے، کوئی اس کے فضل پر قدغن نہیں لگا سکتا، کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں کو دو اور فلاں کو نہ دو وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ اور وہ بہت ہی بڑے فضلوں کا مالک خدا ہے۔

تو ایک جمعہ یہ بھی جمعہ ہے، جس جمعہ میں بنی نوع انسان کو بالعموم اور امت مسلمہ کو خصوصیت کے ساتھ خدا کی عبادت کی طرف بلایا جائے گا اور اللہ کی طرف سے ایک آواز دینے والا ان کو پکارے گا کہ آؤ اور اس وسیع مسجد میں اکٹھے ہو جاؤ جو خدا نے تمہاری فلاح کے لئے، تمہاری بہبود کے لئے قائم کی ہے اور یہاں مسجد کا معنی جماعت ہے۔ چنانچہ امر واقعہ یہ ہے کہ مسجد کو خواب میں دیکھنا تعبیر کے لحاظ سے جماعت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور علم التعبیر سے واقف لوگ مسجد کی تعبیر جماعت ہی لیتے ہیں۔

تو بہرحال جب خدا کے لئے اس عظیم جمعہ کی طرف بلایا جاتا ہے تو اس وقت بھی بندے کا کام یہی ہے کہ اپنے سارے دیگر تجارتوں کے اور دیگر مشاغل جن میں وہ مصروف ہے ان کو ترک کر کے وہ خدا کی آواز پر لبیک کہے اور یہاں جب ہم کہتے ہیں تجارت تو ایک انفرادی تجارت کے مقابل پر ایک قومی رنگ میں بھی تجارت کے معنی کرنے پڑتے ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جب ایک عظیم الشان جمعہ کے دن ایک بلانے والے کی آواز اٹھتی ہے تو اس کی راہ میں بھی فی الحقیقت دنیا کی تجارتیں ہی بڑی روک بنا کرتی ہیں۔ دنیا کے دھندے ہیں جو بڑی روک بنتے ہیں اور یہ روک محض انفرادی تجارت نہیں بلکہ قومی تجارت کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ قومی تجارت سے مراد یہ ہے کہ ایسا ماحول پیدا ہو جاتا ہے کہ جو شخص بھی اس آواز پر لبیک کہے اس کے رزق کے رستے بند کئے جا رہے ہوتے ہیں۔ جو شخص بھی اس آواز پر لبیک کہے ساری قوم اس کے ساتھ تجارتی انقطاع ان معنوں میں کرتی ہے کہ اس کے اموال کو نقصان پہنچاتی ہے، اس کے روزمرہ کے معیشت کے ذرائع پر حملہ کرتی ہے، اس کا بائیکاٹ کرتی ہے، اسے الگ کر دیتی ہے اور ہر لبیک کہنے والا عملاً اپنی تجارت کے نقصان کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ یہ جان کر فیصلہ کرتا ہے کہ اگر میں نے اس آواز پر لبیک کہا تو مجھے اپنی بیع کو چھوڑنا پڑے گا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہاں چھوڑنا پڑے گا۔ چھوڑ دو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم عقل رکھتے ہو اگر تم جانتے ہو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اس سورۃ کا انجام اس

طرح پر فرمایا وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ کہ اللہ سب سے بہتر رزق عطا کرنے والا ہے ۔اور ان معنوں میں جب ہم یہ پڑھتے ہیں وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تو دراصل یہ ایک وعدہ بن جاتا ہے کہ جب تم خدا کی خاطر اس عظیم جمعہ پر حاضر ہو گے اور اپنی تجارتوں کو بالائے طاق رکھ کر، اس بات سے بے نیاز ہو کر کہ تمہاری تجارتوں پر حملہ کیا جائے گا، تمہاری رزق کی راہیں مسدود کر دی جائیں گی پھر بھی خدا کی آواز پر لبیک کہو گے تو اس جمعہ کے نتیجہ میں خدا کے فضل کم نہیں ہوں گے بلکہ بڑھیں گے۔ تم آ کے دیکھو تو سہی وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ پھر جب خدا کے حضور لبیک کہہ کر خدا کی اجازت سے دنیا میں پھیلو گے تو خدا کے فضل کے مزید خواہاں ہو گے ہر طرف خدا کا فضل تمہارا انتظار کر رہا ہوگا ۔ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اور خدا کے ذکر کو پہلے سے بھی بڑھ کر بلند کرو۔

یہ عجیب بات ہے کہ آغاز بھی اس دعوت کا ذکر کے لئے ہے اور اس کا انجام بھی ذکر پر کیا گیا ہے۔اس لئے اس جمعہ کی حقیقت بھی بلکہ ہر جمعہ کی یہی حقیقت ہے کہ خدا کے ذکر کی طرف بلایا جاتا ہے اس لئے نہیں کہ چند لمحے ذکر کر کے پھر ذکر سے غافل ہو جاؤ بلکہ اس لئے بلایا جاتا ہے کہ چند لمحے کے ذکر کے نتیجہ میں تمہیں ذکر سے ایسی محبت پیدا ہو جائے کہ جب تم واپس لوٹو تو تمہاری تجارتیں بھی ذکر سے بھر چکی ہوں، تمہارا اٹھنا بیٹھنا ذکر بن گیا ہو۔

اس روشنی میں جب آپ دوبارہ اس آیت کو پڑھتے ہیں تو ایک بہت ہی پیارا مضمون انسان کے سامنے ابھرتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ اے لوگو! جو خدا کے ذکر سے غافل ہو عملاً ۔ یہاں معنی میں بڑے جمعہ کی بات کر رہا ہوں جہاں خدا دوبارہ ذکر الٰہی کی طرف بنی نوع انسان کو بلاتا ہے ۔یعنی بظاہر ذکر چل رہا ہے، بظاہر مساجد آباد ہیں لیکن آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی بھی پوری ہو رہی ہے وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدٰى ہدایت سے خالی ہیں (مشکوۃ کتاب العلم صفحہ:۳۸)۔اس وقت یہ آواز اٹھتی ہے کہ اے لوگو! جب خدا کی طرف سے ایک بلانے والا تمہیں عظیم جمعہ کے دن جبکہ تمام قوموں کو محمد مصطفی ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہونے کی دعوت دی جائے گی تمہیں ذکر الٰہی کے لئے بلاتا ہے تو باوجود اس کے

تمہاری تجارتوں کو نقصان پہنچنے کے احتمالات ہیں، باوجود اس کے کہ تمہارے رزق کی راہیں تم پر تنگ کر دی جائیں گی اور بعید نہیں کہ جہاں تک دشمن کا بس چلے گا وہ تمہاری تجارتوں پر حملہ آور ہوگا اور انہیں کلیۃً نابود کرنے کی کوشش کرے گا پھر بھی خدا کے ذکر کے نام پر اکٹھے ہو جاؤ۔ جب تم خدا کے ذکر کے نام پر اکٹھے ہو گے تو تمہیں اس ذکر کی ایسی لذت حاصل ہو جائے گی، اس ذکر سے تمہیں ایسا پیار پیدا ہو جائے گا، ایسی محبت پیدا ہو جائے گی کہ پھر جب دنیا میں پھیلو گے تو تم وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ اللہ کا فضل مانگتے ہوئے ہر وقت ہر طرف پھیل رہے ہو گے یعنی اللہ کا فضل تم پر نازل ہوگا اور دنیا کی کوئی طاقت اس فضل کو نازل ہونے سے روک نہیں سکے گی۔ پہلے سے بڑھ کر تمہارے رزق میں برکت پیدا ہوگی۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا ذکر الٰہی کی طرف آئے تھے ذکر الٰہی سے واپس نہیں لوٹ رہے بلکہ ذکر الٰہی کو ساتھ لے کر لوٹ رہے ہیں، یہ منظر ہے جو خدا تعالیٰ نے کھینچا ہے۔

پس جمعہ کا یہ تصور کہ چند منٹ کے لئے، چند لمحوں کے لئے خدا کے ذکر کی طرف بلایا جاتا ہے اور اس کے بعد چھٹی دے دی جاتی ہے کہ جاؤ چلے جاؤ اب تم فارغ ہو گئے ہو۔ قرآن کی یہ آیت اس تصور کو بالکل جھٹلا رہی ہے خواہ روزمرہ کے عام جمعہ کا تصور ہو یا اس عظیم جمعہ کا تصور ہو جس کا خاص طور پر سورہ جمعہ میں ذکر ملتا ہے دونوں صورتوں میں قرآن کریم کی یہ آیت اس تصور کو باطل قرار دے رہی ہے کہ تمہیں چند منٹ کے لئے یا ایک گھنٹہ کے یا دو گھنٹے کے لئے ذکر الٰہی کے لئے بلایا جا رہا ہے۔ یہ آیت تو یہ بتا رہی ہے کہ تمہیں جب ذکر کی طرف بلایا جاتا ہے تو اس طرح **سمعاً و طاعةً** کہتے ہوئے دوڑتے ہوئے آؤ، لبیک کہتے ہوئے آؤ کہ اور کسی چیز کی کوئی پرواہ باقی نہ رہے اور جب اس جذبہ کے ساتھ تم آؤ گے تو پھر جب تمہیں خدا اجازت دے گا کہ دنیا میں دوبارہ پھیلو تو تمہارا ذکر تمہارے ساتھ جائے گا، تمہارا نور تمہاری آنکھوں کے سامنے بھی ہوگا تمہارے پیچھے بھی ہوگا تمہارے دائیں بھی ہوگا اور تمہارے بائیں بھی ہوگا اور ذکر الٰہی پھر تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گا۔ یہ ہے حقیقی جمعہ جس کی طرف خدا تعالیٰ قرآن کریم میں ہمیں بلاتا ہے اور یہ جمعہ آج احمدیت کے لئے ایک غیر معمولی اہمیت اختیار کر چکا ہے۔

پس اپنے ان بھائیوں کے لئے بھی دعا کریں جو اس عظیم جمعہ سے غافل ہیں اور آج جبکہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے ایک کامل غلام نے یہ آواز بلند کر دی ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے جھنڈے

تلے اکٹھے ہو جاؤ اور ذکر الٰہی کے آداب مجھ سے آکے سیکھو اور ذکر الٰہی کی لذتوں کو دوبارہ زندہ کرو، اس آواز کو سننے کے باوجود جو لوگ اس کی طرف پیٹھ پھیر کر واپس مڑ رہے ہیں یا استہزاء کی نظر سے اس آواز کو دیکھتے ہیں یا سنتے ہیں اور ان سنی کر دیتے ہیں ان کے لئے بھی دعا کریں۔ اصل جمعہ یہی جمعہ ہے کہ خدا کی طرف بلانے والے کی آواز پر لبیک کہا جائے اور اس سے بڑا جمعہ اور کوئی جمعہ نصیب انسان کو نہیں ہو سکتا۔

اس لئے نہ صرف یہ کہ اپنے غیر احمدی بھائیوں کے لئے دعا کریں بلکہ اس مضمون کو آگے بڑھائیں اور یہ غور کریں کہ اصل منادی کرنے والے تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، اصل جمعہ تو آپ کا جمعہ ہے، اصل اذان تو آپ کی اذان ہے۔ اس لئے جب آپ اس مضمون پر غور کرتے ہیں تو پھر احمدیت غیر احمدیت کی حدود سے بات بہت زیادہ آگے وسیع ہو جاتی ہے، ساری دنیا پہ پھیل جاتی ہے اور انسان اس دعا پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اے اللہ تمام عالم کو یہ توفیق عطا فرما کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اذان پر لبیک کہیں اور تمام بنی نوع انسان کے ایک ہاتھ پر جمع ہونے کے سامان پیدا فرما دے۔

پس آج کے جمعہ میں یہ تین دعائیں خصوصیت کے ساتھ کریں اول عبادت گزاروں کے لئے انفرادی طور پر، دوسرے مسلمانوں کے لئے خصوصیت سے جن کا حق باقی بنی نوع انسان سے ہم پر زیادہ ہے کہ وہ خدا کی آواز پر لبیک کہنا سیکھیں اور ان کے لئے مستقل جمعہ کی صورت پیدا ہو جائے اور تیسرا تمام بنی انسان کے لئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ پر جمع ہو کر اس ابدی اور ہمیشہ ہمیش کے لئے سعید جمعہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے علاوہ ایک دعا وہ ہے جو ہر وقت آج احمدی کے دل کے ساتھ لگی ہوئی ہے کہ پاکستان کے مظلوم بھائیوں کے دن خدا پھیر دے اور ان کی تکلیفیں اگرچہ ایک غیر معمولی سعادت کا رنگ رکھتی ہیں لیکن پھر بھی تکلیفیں ہیں۔ ان تکلیفوں کو اجر میں بدل دے۔ اجر بھی تو ایک سعادت ہے اس لئے جب ہم کہتے ہیں کہ ان کی تکلیفیں دور فرما دے تو یہ مراد نہیں کہ سعادتیں دور کر دے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ امتحان بھی ایک سعادت ہے لیکن امتحان کا نتیجہ بھی تو سعادت ہے اس لئے اب دوسری سعادتیں عطا فرما۔ آزمائش کے دن ختم کر اور لامتناہی رحمتوں کے دن جاری فرما دے اور ان

کے دل ٹھنڈے ہوں تا کہ ہمارے دل ٹھنڈے ہوں۔وہ جو باہر بس رہے ہیں وہ ان کی تکلیفوں کو اپنے سینوں سے لگائے پھر رہے ہیں ۔اس لئے اے خدا! جب تک ان کی تکلیفیں دور نہیں ہوتیں ہمارے دل کیسے ٹھنڈے ہوں گے اس لئے ان پر اپنے خاص فضل اور رحمت کی نظر فرما۔وہ احمدیت کی خاطر جیلوں میں صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں، طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہیں، ان کو ہر قسم کے گھٹیا اوباش لوگ سڑکوں میں گالیاں دیتے ہیں اور ذلیل کرتے ہیں اور اس جرم میں مارتے ہیں کہ تم کلمہ طیبہ اپنے منہ سے بلند کر رہے ہو اور کلمہ طیبہ سے پیار کا اظہار کر رہے ہو۔ان کو مارا جاتا ہے، ان کو گلیوں میں گھسیٹا جاتا ہے، ان کو طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی ہیں، ان پر آوازے کسے جاتے ہیں ان کو عام ہر ادنیٰ شخص جس کو خدا کی عظمت کا تصور بھی کوئی نہیں، جس کی ساری زندگی اس کے اس دعوے کو جھٹلا رہی ہوتی ہے کہ وہ حقیقی مسلمان ہے، وہ اٹھتا ہے اور ان کو اٹھا کر گھسیٹتا ہوا اپنے ساتھ کچھ اور لوگ لگا کر تھانوں میں پہنچاتا ہے اور گورنمنٹ کے کارندوں کے ہاتھوں ان کو ذلیل و رسوا کرواتا ہے۔مقدمے بنے ہوئے ہیں ان پر اور مقدمہ کا بڑا جرم یہ ہے کہ انہوں نے کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کا اقرار کیا تھا اور اس سے محبت کا اظہار کیا تھا اور اسے اپنے سینہ سے لگایا تھا۔ ایسی بدقسمتی ہے اس قوم کی کہ وہ تحریک جو کسی زمانہ میں آنحضرت ﷺ کے بدترین دشمنوں نے شروع کی تھی۔اسے آج محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کا دعویٰ کرنے والوں نے اپنا لیا ہے اور کوئی حیا اس بات پر نہیں آرہی کہ ہم کیا حرکت کر رہے ہیں۔اس لئے ان کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس لعنت سے نجات بخشے۔یہ بہت ہی بڑی لعنت ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کا دم بھر کے آپؐ کے شدید ترین دشمنوں کا شعار اپنا لیا جائے اور اپنے مظلوم احمدی بھائیوں کے لئے بھی دعا کریں وہ ہم سب کا فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں۔

عیسائیوں میں ایک تصور ہے کفارے کا۔اسلام تو اس کو قبول نہیں کرتا لیکن کفارے کی بجائے اسلام کفایہ کا تصور پیش فرماتا ہے۔کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ ذمہ داری جو ساری قوم کے اوپر ڈالی جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ رحمت کا سلوک فرماتے ہوئے یہ سہولت دے دیتا ہے کہ اگر قوم میں سے چند آدمی بھی اس ذمہ داری کو ادا کر دیں تو وہ ساری قوم کی طرف سے ادائیگی سمجھی جاتی ہے۔فقہی اصطلاح میں اسے کفایہ کہتے ہیں یعنی چند آدمیوں کا عمل باقی لوگوں کی طرف سے کفایت کر جائے۔چنانچہ

جنازہ امت مسلمہ پر فرض ہے لیکن اگر امت مسلمہ کے چند افراد کسی مرحوم کا جنازہ پڑھ لیں تو وہ باقیوں کی طرف سے کفایہ ہو جاتا ہے اسے کہتے ہیں فرض کفایہ۔ تو ساری امت کے لئے خدا کی راہ میں ہر قسم کی قربانی دینا فرض ہے۔ صرف مال کی قربانیاں کافی نہیں، جان کی قربانی بھی فرض ہے اور جان کی قربانی کی ہر نوع فرض ہے۔ لیکن اللہ کا احسان ہے کہ اس فرض کو اس نے فرض کفایہ بنادیا ہے اور وہ لوگ جن کو خدا سعادت عطا فرماتا ہے وہ صرف اپنی طرف سے یہ قربانیاں پیش نہیں کر رہے ہوتے بلکہ ساری قوم کی طرف سے یہ قربانیاں پیش کر رہے ہوتے ہیں اور ساری قوم اپنے قلبی دکھ کے ذریعہ ان قربانیوں میں شامل ہو جاتی ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ ساری قوم کو جو عملاً جسمانی لحاظ سے قربانیوں میں نہیں بھی شریک ان کو بھی ثواب میں شریک فرمالیتا ہے۔

تو آپ کی خاطر، سارے احمدیوں کی خاطر چند احمدی ہیں جو یہ فرض کفایہ ادا کرنے کی سعادت پا رہے ہیں ان کے لئے دعائیں آپ پر فرض ہیں، واجب ہیں۔ اگر ان کے لئے درد سے تڑپ کر آپ دعائیں نہیں کریں گے تو آپ کی زندگی کے کوئی معنی ہی نہیں رہیں گے۔ ان کی نیکیوں اور ان کی قربانیوں کا اجر پھر آپ کو نہیں نصیب ہوگا۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس روحانی تکلیف میں ان کے ساتھ شامل ہو جائیں اور آپ کی زندگی کا ہر لمحہ خدا کے حضور یہ پکارے کہ اے خدا ہم اگر جسمانی تکلیف میں شامل نہیں ہیں تو ہم مجبور اور بے اختیار ہیں اس لئے کہ ہم اس امتحان میں ڈالے نہیں گئے مگر اس کے باوجود ہم طوعی طور پر اپنے بھائیوں کے لئے سخت دردمند اور بے قرار ہیں۔ اس لئے ہم پر رحمت کی نظر فرما اور ان کا دکھ دور کر تا کہ ہمارے دکھ دور ہوں۔

اس لئے خاص طور پر اس رمضان شریف کے اس جمعہ میں خصوصیت کے ساتھ جو خاص برکت کے لمحے ہیں اپنے ان بھائیوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں اور جمعہ کے بعد جب ہم فارغ ہو جائیں گے تو یاد رکھیں کہ خدا کا یہ حکم اور یہ ارشاد ہے کہ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا جب جمعہ سے فارغ ہو تو کثرت کے ساتھ پھر ذکر کرو اور آنحضرت ﷺ ہمیں بتاتے ہیں کہ جمعہ اور غروب کے درمیان بعض ایسے سعادت کے لمحات آتے ہیں کہ ان دعاؤں کو ضرور اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتا ہے۔ (مسلم کتاب الجمعہ حدیث نمبر:۱۴۰۶) یہ اس لئے تحریض کی گئی تا کہ ان ساری گھڑیوں سے زیادہ سے زیادہ مومن استفادہ کریں اور وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا کی ایک تصویر بن جائیں اور جمعہ کے

بعد غروب تک مجسم ذکر الٰہی ہو جائیں۔

اس لئے جب یہاں سے فارغ ہوں گے تو فضول وقت ضائع کرنے کی بجائے باتوں میں خوش گپیوں میں۔ کچھ نہ کچھ تو انسان کے ساتھ باتیں تو لگی ہوئی ہیں ان سے تو کلیۃً کنارہ کشی نہیں کی جاسکتی۔ لیکن کوشش یہ کریں کہ حتی المقدور ذکر الٰہی میں دل بھی مصروف رہے اور زبان بھی مصروف رہے اور وہ گھڑی آپ کو نصیب ہو جائے جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر نصیب ہو تو اس گھڑی کی ساری دعائیں خدا تعالیٰ کی نظر میں مقبول ہو جایا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

بقیہ خطبہ ثانیہ سے پہلے چند جنازوں کا اعلان کرنا ہے جنکی نماز جنازہ جمعہ کے معاً بعد پڑھی جائیگی۔ ایک مکرم قاضی حمید الدین صاحب کی اہلیہ انور حمید قاضی کراچی میں وفات پا گئی ہیں بڑی مخلص خاتون تھیں۔ قاضی صاحب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے مخلص دعا گو انسان ہیں اور وقف بھی کیا تھا انہوں نے اپنے آپ کو جب تک سلسلہ نے ان سے خدمات لیں بڑی توجہ اور انہاک سے وفاداری کے ساتھ حق ادا کرتے رہے۔

دوسرا حلیمہ بی بی صاحبہ اہلیہ میاں اللہ دتہ خان صاحب وفات پا گئی ہیں۔ یہ ہمارے انگلستان کی جماعت کے ظہیر احمد صاحب آف کرائیڈن کی نانی تھی ان کی طرف سے درخواست آئی ہے۔

ایک مکرم چوہدری دین محمد صاحب ناصر آباد اسٹیٹ سندھ کے وفات پا گئے ہیں یہ ان دو تین بابوں میں سے ہیں جن کا میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کئی دفعہ۔ جب میں ناصر آباد جایا کرتا تھا تو ایک موقع تھا شروع میں کہ جب نمازیوں کی تعداد بہت تھوڑی ہوتی تھی وہاں مسجد جس سے مجھے بڑی تکلیف ہوتی تھی تو دو تین بابے مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے بوڑھی عمر کے جن کو میں دیکھا کرتا تھا کہ اکثر آتے تھے ان کو میں نے کہا کہ اگر میں آپ کے سپرد ایک کام کروں تو آپ کریں گے کہ نہیں شوق سے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں اور کیا چاہئے ہم تو بے کار بیٹھے اپنا وقت کاٹ رہے ہیں۔ خدمت دین کا کوئی موقع آپ مہیا کریں ہمارے لئے غنیمت ہے۔ ان میں ایک یہ بھی تھے۔ تو ان سے میں نے کہا کہ آپ کے سپرد یہ ہے کہ آپ جس وقت مسجد آتے ہیں اس سے کچھ عرصہ پہلے چل پڑا کریں اور دو

تین گھر مقرر کر لیں، روزانہ ان کی کنڈی کھٹکھٹانی ہے اوران کو آواز دینی ہے کہ خدا تمہیں مسجد کی طرف بلا رہا ہے تم گھر بیٹھے کیا کر رہے ہو؟ چنانچہ ان تینوں بابوں نے (ہم پیار سے ان کو بابے کہا کرتے تھے ناصر آباد کے) بہت اچھی طرح عہد کو نبھایا اور دیکھتے دیکھتے اتنی رونق پیدا ہوگئی مسجد میں کہ دیکھ کر لطف آتا تھا۔ صحن بھر جاتا تھا بچے کچھ شور بھی مچاتے تھے مگر وہ بھی اچھے لگتے تھے کہ آخر خدا کی خاطر آئے ہوئے ہیں مسجد میں بچوں والی حرکتیں بھی کریں گے بہر حال۔ تو یہ ایک خاص وہاں کے بزرگ تھے اس لحاظ سے، بہت دعا گو اور ہمیشہ نماز میں حاضر ہونے والے۔ ان کے بیٹے عبدالحئی صاحب انصار اللہ کے زعیم بھی ہیں وہاں۔ ان کو بھی نماز جنازہ میں خاص طور پر دعاؤں میں یا درکھیں اور اس ضمن میں یہ دعا بھی کریں کہ جو نیک کام انہوں نے عبادت کے لئے جاری کئے ہوئے تھے جو کوشش کرتے تھے اس کوشش کو اللہ تعالیٰ بعد میں آنے والی نسلوں کو سنبھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شیخ انور علی صاحب والد شیخ خالد جاوید، شیخ اعجاز احمد صاحب پیرس میں دو ہمارے دوست ہیں نوجوان شیخ خالد جاوید، شیخ اعجاز احمد صاحب ان کے والد ہیں، ان کی طرف سے درخواست آئی ہے۔

مکرمہ اہلیہ عبدالمومن محمود صاحب PAF پشاور کے ہیں نہیں جانتا مگر بہر حال ان کی طرف سے بھی درخواست آئی ہے، ان کی اہلیہ وفات پاگئی ہیں۔